قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 07 مئی 2022ء | 06 شوال 1443 ہجری قمری | 07 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:109

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ ﴿۵۲﴾

(المؤمن: 52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘ اس کی ایک بڑی خوبصورت تشریح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی ہے جو مَیں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس نے خود (یعنی اللہ تعالیٰ نے خود) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو وہ کونسے احمق ہوں گے (آپ اپنے سامنے بیٹھے ہوؤں کو مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں) جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ (اس وقت سامنے آپ کے بعض صحابہ بھی ہوں گے۔ بعض تابعی بھی ہوں گے۔ تبع تابعین بھی ہوں گے) فرمایا کون سے احمق ہوں گے جو تم سے برکت حاصل نہیں کریں گے۔ کپڑے تو بے جان چیز ہیں اور تم جاندار ہو۔ جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو آپ کے صحابہ اور تابعین اور پھر تبع تابعین سے بھی ان کے درجات کے مطابق برکت حاصل کی جائے گی۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے فاصلے پر تھے۔ (یعنی کتنی دیر بعد پیدا ہوئے) لیکن بغداد کے بادشاہ ان سے برکت ڈھونڈتے تھے بلکہ صرف انہی سے برکت نہیں ڈھونڈتے تھے بلکہ ان کے شاگردوں سے بھی برکت ڈھونڈتے تھے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ طاقت مل جانے کے بعد تم کہیں ظلم نہ کرنے لگ جاؤ اور تمہاری امن پسندی (محاورہ ہے کہ) ’عصمت بی بی از بے چادری‘ والی نہ ہو۔ یعنی مجبوری کی نیکی نہ ہو۔ وہ ایسی نیکی نہ ہو کہ جس کے کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں تمہاری نیکیاں ہو رہی ہوں۔ فرمایا کہ اگر تم طاقت ملنے پر ظالم بن جاؤ گے تو تمہاری آج کی نرمی بھی ضائع ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کہے گا کہ پہلے تو تمہارے ناخن ہی نہیں تھے اس لئے تم نے سر کھجلانا

بقیہ صفحہ 8 پر

فرمانِ رسول ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ أَصحَابِي کَالنُّجُومِ، فَبِأَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

(مشکاۃ کتاب المناقب باب مناقب الصحابۃ الفصل الثالث حدیث نمبر 6018)

آنحضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

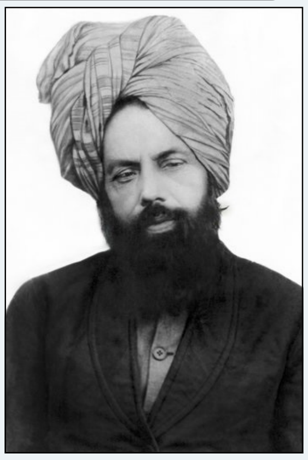

خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جُوا اُٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا۔ منہ)

سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409-410)

اس شمارہ میں

- حمد باری تعالیٰ (منظوم)
- روحانی نگھار
- حضرت خدیجہؓ تاریخ کے تناظر میں
- دورِ جدید کی فردوسِ بریں
- اِنِّیْ مُجِیْبٌ
- روٹی
- بلغاریہ میں مستحقین میں عطیہ
- برما جماعت میں جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد

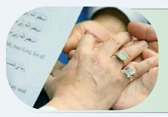

دربارِ خلافت

تم رشتوں کے لئے دین کو دیکھو

برطانیہ کی جماعتوں کے صدران کی حضور انور سے ملاقات کے دوران مکرم چوہدری رفیق صالح نے حضور انور سے سوال کیا:

پیارے حضور! میرا سوال یہ کہ آج کل ہماری جماعت میں کچھ والدین اپنی بچیوں کے رشتہ کے بارہ میں کافی پریشان رہتے ہیں۔ اور مناسب رشتہ کی تلاش میں کافی struggle (تگ و دَو) کرتے ہیں۔ ایسے والدین اور نظام جماعت کو پیارے حضور کیا نصیحت فرمائیں گے؟

حضور انور:

اتنی نصیحتیں جو میں کر چکا ہوں وہ آپ کے سامنے نہیں آئیں ابھی تک؟ سوال یہ ہے کہ رشتوں کا problem تو ہر جگہ ہے۔ خاص طور پر لڑکیوں کے رشتوں کے لئے جن کو یہ ہوتا ہے کہ جماعت کے اندر رشتے ہوں۔ لیکن اگر کوئی ایسے مسائل ہوں اور عمریں لڑکیوں کی بڑھ گئی ہوں اور کوئی خاص حالات پیدا ہو جائیں تو پھر اُن کے حالات کے مطابق جو رشتوں کے بارہ میں ہدایات لینی ہوتی ہیں وہ والدین خود لکھ کر پوچھ لیتے ہیں۔ اور میں نظام جماعت کو اس کے مطابق کہہ بھی دیتا ہوں، بتا بھی دیتا ہوں کہ کیا سلوک کرنا ہے اُن سے۔ یہ problem آج سے نہیں پیدا ہوئی۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہر ملک میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بھی تھی تب ہی آپ نے کہا تھا کہ رشتہ ناطہ کے سیکٹریان جو ہیں وہ elect نہ ہوں بلکہ appoint ہوں اور ایک سے زیادہ بھی بنائے جا سکیں۔ وہ اس لئے بنائے گئے تھے کہ رشتوں کے مسائل پیدا ہو رہے تھے اُس وقت بھی۔ اور اب بھی۔ اور اُن کا حل یہی ہے کہ جو جماعت کوشش کرسکتی ہے کرنی چاہئے۔ اس کے لئے میں مختلف مجالس میں، لجنہ میں بھی خدام میں بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ تم رشتوں کے لئے دین کو دیکھو تو اُس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے، اُس کے لئے ہمیں تربیت کی ضرورت ہے۔ اپنے شعبہ تربیت کو فعال کریں، جماعتی طور پہ۔ لجنہ بھی اپنے طور پہ کریں، خدام الاحمدیہ بھی اپنے طور پہ کریں، انصار اللہ بھی اپنے طور پہ کریں۔ تو ایک ایسا ماحول پیدا ہو جائے گا جو دینی ماحول ہو گا۔ تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس تربیت کی وجہ سے ایک ایسا دینی ماحول پیدا ہو گیا ہے جہاں لڑکا اَور لڑکی دونوں یہ چاہتے ہیں کہ دین کو ترجیح دی جائے۔ اور دین پر عمل کرنے والے رشتے ہمیں میسر آئیں۔ تو یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے کہ کتنی تربیت کرتے ہیں (ممبران جماعت کی)۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے جو ہیں وہ اپنے طور پہ باہر چلے جاتے ہیں، لڑکے شادیاں کرنے لگ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ لڑکیوں کے ماں باپ جو ہیں وہ بھی اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ بعض ایسے بھی ہیں اور اُن کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، گو بہت زیادہ تو نہیں لیکن پھر بھی بڑھتی جا رہی ہے جو کہتے ہیں کہ لڑکیاں ہماری پڑھ رہی ہیں ابھی۔ اور لڑکیوں کی خود خواہش ہوتی ہے کہ ہم بہت زیادہ پڑھ لیں۔ لڑکے اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ پھر وہ ایک فرق جو ہے، تعلیم میں، اس کی وجہ سے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن ایسے بھی ہیں بعض لوگ جو اس فرق کو نہیں دیکھتے اور اللہ کے فضل سے اُن کے رشتے ہوئے اور گزارا ہو بھی رہا ہے۔ تو یہ تربیت کی ضرورت ہے۔ اگر شعبہ تربیت آپ کا فعال ہو جائے۔ اور ہر تنظیم کا فعال ہو جائے۔ اور ہر ایک کو یہ باور کرا دیا جائے کہ دین کو ہم نے فوقیت دینی ہے۔ تو نہ لڑکے باہر جا کر رشتے کریں گے، نہ لڑکیوں کے مسائل پیدا ہوں گے، نہ لڑکیوں کے لئے بعض بلا وجہ کی خود ساختہ روکیں پیدا ہوں گی۔ تو یہ کام رشتہ ناطہ کے سیکرٹریان کا بھی ہے اور تربیت کے سیکرٹریان کا بھی ہے کہ وہ کام کریں۔ اور اپنے ساتھ، ایک joint effort ہو، مشترکہ کوشش ہو جو ذیلی تنظیموں کو ملا کر کی جائے۔ تب ہی یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں نہیں تو ظاہر ہے جب جماعت بڑھے گی تو یہ مسائل بھی زیادہ بڑھیں گے اور پیدا ہوں گے۔ اس کا بہترین حل یہی ہے کہ ہماری تربیت صحیح ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق۔

(This Week with Huzoor مؤرخہ 18 فروری 2022ء مطبوعہ الفضل آن لائن 14/ مارچ 2022ء)

حمد باری تعالیٰ

وہ ستار ہے اور وہی میرا پیار
کہ در پر ہوئی جس کے میں زار زار

وہی جانتا ہے حقیقت ہے کیا
وہی بھید کھولے ہے ہم پر ہزار

وہی ذات قدرت وہی بادشاہ
وہی سب کی سنتا ہے آہ و پکار

وہی پیار سے گود میں لے ہمیں
بنے مشکلوں میں ہماری مہار

سبھی کو فنا ہے جہاں میں یہاں
کہ زندہ خدا تو ہے پروردگار

ترے بن مرے دل کے چاروں طرف
عجب ایک پھیلا ہوا تھا غبار

سمندر یہ دریا یہ جھرنے سبھی
اسی کی کرامت اسی کا حصار

اسی نے ہی پھولوں میں خوشبو بھری
اسی سے چمن میں بھی آئی بہار

دیا بن کے راہوں میں جلتے ہیں جو
"خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار"

دیا جیم۔فجی

آج کی دعا

اے خدائے قادر ذوالجلال! مَیں گناہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضورِ نماز حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش۔ اور میری تقصیرات معاف کر۔ اور میرے دل کو نرم کر دے۔ اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے۔ تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے۔

(فتاوی حضرت مسیح موعودؑ صفحہ نمبر 37)

یہ سیدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی خدا کی بارگاہ میں نماز میں لذت عطا کئے جانے اور بخشش طلب کرنے کی پیاری دعا ہے۔

کسی سوال کرنے والے نے آپؑ سے یہ سوال کیا کہ نماز میں حصولِ حضور کا کیا طریقہ ہے؟ کس طرح توجہ پوری طرح پیدا کی جا سکتی ہے؟ تو آپ نے یہ دعا اسے لکھ کر بھجوائی (مندرجہ بالا دعا)

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2010ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

روحانی بگھار

ہمارے ایشیائی معاشرہ میں گھریلو عورتیں اور شیف (Chef) بھی ترکاری کو لذیذ اور مزیدار بنانے کے لئے بگھار یعنی تڑکہ لگاتے ہیں۔ بالخصوص دال، کڑی اور ساگ وغیرہ کے لئے بہت اہتمام کے ساتھ مختلف اشیاء کو مثلاً پیاز، ادرک، لہسن اور سبز مرچ کو تیل یا گھی میں بھون کر بگھار تیار ہوتا ہے۔جس سے نہ صرف سالن کی لذت بڑھ جاتی ہے بلکہ ذائقہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشبو کی مہک ارد گرد پڑوس میں بھی پھیل جاتی ہے۔ انگریزی میں اسے Spicy بنانے کا عمل کہا جاتا ہے۔ اس میں اہم بات جو نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ بگھار، ترکاری سے الگ طور پر تیار ہونے کے باوجود وہ ترکاری کا حصہ بن جاتا ہے۔

یہی طریق ہمیں ادبی اور روحانی دنیا میں بھی نظر آتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سامعین اور قارئین کے دل موہنے کے لئے مقرر، ادیب یا شاعر اپنے مواد میں رنگ بھرتا ہے۔بعض ادیب تو اپنی تحریر میں ظرافت کا تڑکہ بھی لگا دیتے ہیں۔جس سے سننے والے یا پڑھنے والے بہت محظوظ ہوتے اور اس کو داد دیتے ہیں۔ ان ادیبوں یا شعراء کی یہ ادائیں، قارئین اور سامعین کے دل میں اُترتی اور اثر کرتی ہیں۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اگر روحانی دنیا میں ہم دیکھیں تو علماء اور مقررین اپنے مافی الضمیر کے ساتھ اپنی تقریر کو قرآن، حدیث اور سنت رسولؐ اور بزرگوں کے واقعات و ارشادات سے مزین کرتے ہیں۔حتیٰ کہ Intellectual Approach والے افراد بھی اپنی تحریر و تقریر میں رنگ بھرنے کے لئے قرآن و سنت و حدیث و دیگر علماء کے ارشادات واقوال کا سہارا لیتے ہیں تا سامعین کی صورت میں تمام مجمع اور قارئین کی صورت میں تمام قاری حضرات کو ساتھ لے کر چلیں۔

ہم افراد جماعت احمدیہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں اور اس پر جتنا بھی اپنے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ خدائے واحد و یگانہ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں ایسے گھرانہ میں پیدا کیا جن کے آباؤ اجداد نے اس زمانہ کے مامور، مصلح، ہادی اور حکم و عدل کو ماننے کی توفیق پائی یا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ خدا نے بعض احمدیوں کو قبول احمدیت کی توفیق بخشی۔

اس حکم و عدل ومصلح نے اس دنیا میں آکر اس زمانہ کے مطابق قرآن، حدیث اور سنت کی تشریح فرمائی اور پھر آپؑ کی وفات کے بعد خلفائے کرام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں ہر وقت ہماری رہنمائی فرماتے رہے اور آج ہمارے بہت ہی پیارے آقا و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس پر باحسن طریق عمل فرما رہے ہیں اور آپ کی بیان فرمودہ تشریحات قرآن، حدیث اور سنت رسولؐ کے عین مطابق ہوتی ہیں۔

ایک وقت تھا کہ ذرائع ابلاغ محدود ہونے کے باعث ہم خلفاء کی آواز براہ راست سُن نہ پاتے تھے۔ ایک بیان فرمودہ خطبہ ہم تک پہنچنے میں کئی مہینے درکار ہوتے تھے اور یہ خطبات یا خلاصے ہمیں الفضل کے ذریعہ ملا کرتے تھے اور جمعرات کا دن ہمارے لئے ایک خوشی اور عید کا دن ہوتا تھا جب منگل کا اخبار الفضل، خلاصہ خطبہ اور خطبہ جمعہ لئے ہمارے گھر کی دستک دیتا تھا اور ہم اُسے پاکر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے کہ ہم تک اپنے پیارے آقا کی آواز پہنچی ہے اور ہم سب اہل گھرانہ اسے ایک دوسرے سے چھین چھین کر پہلے پڑھنے کی کوشش میں ہوتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم کر کے یہ دور بدلا کہ ہم دنیا بھر میں MTA کے ذریعہ براہ راست خطبات امام جماعت سُن کر محظوظ ہونے لگے۔ اللہ بھلا کرے ذرائع ابلاغ و مواصلاتی نظام کے اس موجد کا۔ جس نے اس کا نام بھی ڈش (Dish) رکھ دیا۔ جس طرح مادی کھانا Dish میں رکھا جاتا ہے یا محفوظ ہوتا ہے اور مہمانوں کے آگے آسانی سے پیش کیا جاتا ہے اسی طرح روحانی مائدہ ہمیں اس ڈش کے ذریعہ نہ صرف ہمیں ملتا ہے بلکہ مہمانوں کو بھی ہم اہتمام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

آج ہمارے روحانی باپ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تمام عالمگیر جماعت کی اسی ڈش کے ذریعہ بروقت رہنمائی فرما رہے ہیں۔ آپ نے اپنے 19 سالہ دور خلافت میں قریباً ہر اس موضوع (Topic) پر گفتگو فرما کر ہماری دینی، دنیوی، اخلاقی، سماجی اور روحانی رہنمائی فرمائی ہے جو قرآن وحدیث میں موجود ہے اور سنت رسولؐ میں اس کی رہنمائی ملتی ہے اور یہی آج ''وقت کی آواز'' ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے ادیب، ہمارے شعراء اپنی تقریر و تحریر و منظوم کلام میں اپنے آقا کی آواز کو آگے احباب تک پہنچانے کی لگن میں رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے اعمال کو ان ارشادات و اقوال سے مزین کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ یہی روحانی بگھار ہے جس کی آج کے زمانہ میں ہمیں اشد ضرورت ہے۔ اسی سے ہم اپنی زندگی کو اور بھی مہکا سکتے ہیں۔

اگر ہم تمام اپنے پیارے امام کے خطبات، خطابات سنیں۔ ان کو شائع ہونے کے بعد ہم اسے پڑھیں اور ان کو اپنے دلوں اور جسموں میں اُتاریں۔ اپنے اعمال کو ان سے مزین کریں۔ ہمارے اندر سے بھی اور باہر سے بھی قرآن، حدیث کی تعلیمات اُجاگر ہوں۔ ماحول اس سے اس طرح معطر ہو جس طرح ترکاری کو بگھار لگانے سے ارد گرد کا ماحول خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے تو پھر ہم دوسروں کے لئے نمونہ بنیں گے۔ خدا ہم سے راضی ہوگا۔ ہمارا رسولؐ ہم سے خوش ہوگا۔ ہمارا پیارا خلیفہ ہمارے ان حسین اعمال کو دیکھ کر ہمیں دُعا دے رہا ہوگا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو MTA سے وابستہ کر لیں۔

وقت کی آواز کو بروقت سُن کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''والدین بھی اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی ایم ٹی اے سے وابستہ کریں۔ یہ بھی ایک روحانی مائدہ ہے جو آپ کی روحانی بقا کا ذریعہ ہے۔ اس سے آپ کا دینی علم بڑھے گا۔ روحانیت میں ترقی ہوگی اور خلافت سے کامل تعلق پیدا ہوگا اور دنیا کے دوسرے چینلز کے زہریلے اثر سے بھی محفوظ رہیں گے۔'' (پیغام برائے جلسہ سالانہ آسٹریلیا 24 دسمبر 2015ء)

* پھر فرمایا۔ ''میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بدقسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے''

(خطبہ جمعہ 20 مئی 2016ء)

* پھر ایم ٹی اے کی برکات و فیوض کے بارے میں فرمایا۔ ''پس پھر میں یاددہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ

کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں، ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے''

آج کل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں الفضل آن لائن بھی روزانہ روحانی بگھار کے طور پر لانچ ہوتا ہے جس میں قرآن و حدیث کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجود ہوتے ہیں۔ آج اس روحانی بگھار کی بھی کثرت سے ضرورت ہے۔ جسے www.alfazlonline.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔

(ابو سعید)

محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

حضرت خدیجہؓ
تاریخ کے تناظر میں

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکّہ مکرمہ 555ء میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ کے والد ماجد کا نام خویلد تھا۔ ابتداء میں خدیجہ خویلد کے نام سے جانی پہچانی گئیں۔ شروع سے آپؓ کے اندر طہارت اور پاکیزگی کی صفت نمایاں تھی۔ خدیجہ طاہرہ کے لقب سے متعارف ہوئیں۔ آپؓ کے والد مشہور ومعروف اور بہت دولت مند تاجر تھے۔ یہ صفت بیٹی خدیجہؓ کے اندر نمایاں طور پر آ گئی۔ آپؓ کو اپنے قبیلہ میں اور معاشرہ کے اندر ایک باعزت مقام اور مرتبہ حاصل تھا۔ اور بہت امیر ترین اور بااثر خاتون تھیں۔ آپؓ کی دو شادیاں ہوچکی تھیں۔ ایک شوہر کا انتقال ہوا تھا جبکہ دوسرے شوہر کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے خود ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ کئی امراء رؤسائے قریش کی جانب سے تیسری شادی کے لئے پیش کش کو حضرت خدیجہؓ نے خود انکار کر دیا تھا۔ اور یہ فیصلہ لیا تھا کہ اب تیسری شادی نہیں کریں گی۔ لیکن ان کا ارادہ اس وقت بدل گیا جب انہوں نے سرور کونین حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، جو بعد میں ان کے تیسرے شوہر بنے انہوں نے اس شخصیت میں ایسے گُن، اعلیٰ اخلاق و کردار اور خصوصیات دیکھیں تو شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ فی الحقیقت حضرت خدیجہؓ نے خود پیغمبر اسلامؐ کو منتخب کیا اور شادی کی پیشکش کی۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال جبکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علی وسلم کی عمر 25 سال تھی۔

یہ صرف ان دونوں کے رشتے کی کہانی نہیں ہے بلکہ اس میں ایک ایسے مذہب نے جنم لیا جس کے پیروکار آج اپنی تعداد کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے پیغمبر اسلامؐ سے اس وقت شادی کی جب انہوںؐ نے نبوّت کا اعلان نہیں کیا تھا۔

نیویارک سٹی میں قدیم مشرقِ وسطیٰ کی تاریخ کے پروفیسر رابرٹ ہوئیلینڈ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی شخصیت کی تفصیلی تصویر پیش کرنا مشکل ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ ان کے انتقال کے کافی سال بعد لکھا گیا ہے۔ پروفیسر موصوف نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا تاہم زیادہ تر تاریخی ذرائع کے مطابق وہ آزادانہ فیصلے کرنے اور پختہ ارادوں والی خاتون تھیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے اپنے ہی کزن کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا جبکہ ان کا خاندان روایتی طور پر اس رشتہ کی حمایت میں تھا۔ لیکن وہ اپنے شوہر کا انتخاب خود کرنا چاہتی تھیں اور وہ اس ارادہ میں کامیاب بھی ہوئیں۔ حضرت خدیجہؓ ایک ایسے کامیاب تاجر کی بیٹی تھیں جس نے اپنے خاندانی کاروبار کو ایک وسیع کاروباری سلطنت میں تبدیل کر دیا تھا۔ والد کی فجار کی جنگ میں ہلاکت کے بعد حضرت خدیجہؓ نے کاروبار خود سنبھال لیا۔ مورخ بیٹی ہیوز کا کہنا تھا کہ انہیں خود اپنے طور پر دنیا میں آگے بڑھنا آتا تھا۔ حقیقت میں ان کی کاروباری ذہانت نے ہی انہیں اس راستہ پر ڈالا جس نے آگے چل کر دنیا کی تاریخ بدل دی۔ حضرت خدیجہؓ مکّہ سے جو کاروبار کرتی تھیں اس کے لئے مشرق وسطیٰ کے بڑے بڑے شہروں میں ان کے تجارتی قافلہ سفر کرتے تھے۔ یہ تجارتی قافلے طویل سفر طے کر کے جنوبی یمن اور شمالی شام جیسے شہروں تک جایا کرتے تھے۔ یونیورسٹی آف لیڈیز میں اسلامی تاریخ کی ایسوسی ایٹ پروفیسر فوزیہ بورا کے مطابق حالانکہ ان کی دولت کا ایک بڑا حصہ انہیں وراثت میں ملا تھا لیکن خود ان کی کوششوں سے ان کا کاروبار بہت وسیع ہوا تھا۔ وہ خود انفرادی طور پر بھی ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں جن میں بہت خود اعتمادی تھی۔ وہ اپنے کاروبار کے مختلف کاموں کے لئے اپنے رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کی خدمات بھی حاصل کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اس ضمن میں اس شخص سے بھی رابطہ کیا اور ان سے اپنے ایک تجارتی قافلہ کی سربراہی کرنے کو کہا جو مکّہ میں صادق اور امین کے لقب سے جانے جاتے تھے اور ساتھ ہی اپنے غلام میسرہ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا اور یہ نصیحت کی کہ اس بات کا خیال رکھنا دورانِ سفر کس طرح کا سلوک کرتے ہیں۔ دوسرا کسی بھی معاملہ میں ان سے اختلاف نہیں کرنا۔ تیسرا تم جس طرح میرے غلام ہو اسی طرح تم ان کے غلام بن کر رہنا۔ ابھی آدھا سفر ہی طے ہوا تھا حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے دل میں کہا تم مجھے کیا نصیحت کرتی ہو کہ ان کا غلام بن کے رہنا۔ میں تو غلام ہی ہوں دنیا کا معزز ترین شخص بھی ان کی صحبت میں رہے گا تو وہ بھی ان کا غلام بن جائے گا۔ دورانِ سفر پیغمبر اسلامؐ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے سامنے سے ایک عیسائی راہب کا گزر ہوا بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا اس درخت کے نیچے وہی شخص بیٹھتا ہے جو خدا کا نبی ہوتا ہے۔ یہ سن کر غلام میسرہ تذبذب میں پڑ گئے لیکن انہیں کیا معلوم کہ محمد بن عبد اللہؐ تو اس وقت سے نبی تھے جب حضرت آدم کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔

حضرت خدیجہؓ جلد ہی اس شخص سے متاثر ہوئیں اور بہت مداح ہو گئیں اور پیغمبر اسلامؐ سے شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد پیغمبر اسلامؐ کو اپنے مقصد کے لئے زبردست استحکام اور معاشی مدد ملی۔ کہا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ اور حضرت خدیجہؓ کے ہاں چار اولادیں ہوئیں لیکن ان میں سے صرف ایک بیٹی ہی زندہ رہیں۔ مسلم انسٹی ٹیوٹ آف لندن کی پروفیسر رافیہ حافظ کہتی ہیں کہ سماجی نظر میں اگر دیکھیں تو آپ کو اس وقت کے حالات کو بھی ذہن میں رکھنا ہوگا وہ ایک کثرت ازدواج والا معاشرہ تھا۔ اس زمانہ میں زیادہ تر مردوں کی کئی کئی بیویاں ہوا کرتی تھیں لیکن جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں پیغمبر اسلامؐ نے دوسری شادی نہیں کی۔

حضرت خدیجہؓ کی طرح پیغمبر اسلامؐ بھی قبیلہ قریش میں پیدا ہوئے پروان چڑھے۔ یہ وہ دور تھا جب اس علاقہ میں اکثر لوگ کئی خداؤں کی عبادت کرتے تھے۔ جب پیغمبر اسلامؐ کو روحانی تجربات کا سلسلہ شروع ہوا اور مکہ سے قریب پہاڑ پر جا کر مراقبہ کرنے لگے تو آپؐ کی شادی کو کئی سال ہو چکے تھے۔ اس کے بعد انہیں حضرت جبرئیل کے ذریعہ وحی نازل ہونے لگی تو پیغمبر اسلامؐ نے فیصلہ کیا کہ وہ جس کیفیت سے گزر رہے ہیں اس بارہ میں کسی سے مشورہ کریں۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ پر بے انتہا اعتبار کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کی بات سنی اور انہیں دلاسا دیا۔ کیونکہ ان کے دل نے کہا یہ عظیم اور انتہائی مقدس تجربہ ہے۔ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کی اسلامی اسکالر لیلیٰ احمد کہتی ہیں کہ جب پیغمبر اسلامؐ پر قرآنی آیات کا نزول ہوا تو ان کو اس تجربہ کو سمجھنے میں مشکل کا سامنا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت خدیجہؓ نے ان کا ساتھ دیا۔ کئی مؤرخین کی نظر میں پیغمبر اسلامؐ پر اترنے والی آیات کو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے سُنا تھا۔ اس لئے وہ اسلام کی پہلی مسلمان خاتون بن گئیں اور اسلام قبول کرنے والی پہلی شخصیت بھی اور اوّل اُمّ المومنین بھی۔ وہ لکھتی ہیں کہ یہیں میرے خیال سے حضرت خدیجہؓ کی حمایت سے پیغمبر اسلامؐ کو اپنا پیغام عام کرنے اور اپنے قبیلے کی مخالفت کا مقابلہ کرنے میں بہت مدد ملی۔ پروفیسر فوزیہ بورا کے مطابق جب پیغمبر اسلامؐ نے تبلیغ شروع کی تو مکہ کے معاشرہ میں ان کی بہت مخالفت ہوئی۔ کیونکہ مختلف خداؤں کی عبادت کرنے والے معاشرہ میں وہ ایک خدا کو ماننے کا پیغام دے رہے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت خدیجہؓ نے وہ حمایت اور تحفظ فراہم کیا جس کی پیغمبر اسلامؐ کو اشد ضرورت تھی۔

بیٹی ہیوز کہتی ہیں اگلے دس سال تک حضرت خدیجہؓ نے اپنے خاندانی تعلقات اور اپنی دولت کے ذریعہ اپنے شوہر اور اسلام کی حمایت اور مدد کے لئے وہ سب کچھ کیا جو اُن کے بس میں تھا۔ 619ء میں وہ بیمار ہوگئیں اور ان کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت پیغمبر اسلامؐ اور انؓ کی رفاقت کو 25 سال ہو چکے تھے اور حضرت خدیجہؓ کا بچھڑنا انؐ کے لئے ایک بڑا صدمہ تھا۔ پروفیسر رابرٹ ہوئیلینڈ کے مطابق مؤرخین نے حضرت خدیجہؓ کا جس طرح ذکر کیا ہے وہ بہت متاثر کن ہے اور انہیں پیغمبر اسلامؐ کی بہترین رفیق قرار دیا گیا ہے۔

پروفیسر بورا سمجھتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی تاریخ (سیرت) کو جاننا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ وہ اس تصویر کو بھی غلط ثابت کرتی ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں عورتوں کو گھروں تک محدود رکھا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت خدیجہؓ کو ان کے پسند کے کام کرنے سے کبھی نہیں روکا تھا۔ تاریخ دانوں کے مطابق اس زمانہ کے لحاظ سے اسلام نے عورتوں کو زیادہ حقوق اور اہمیت دی۔ ایک مؤرخ اور مسلمان کی حیثیت سے میں سمجھتی ہوں کہ حضرت خدیجہؓ ایک متاثر کن شخصیت تھیں۔ اسی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ اور دوسری بیوی حضرت عائشہؓ بھی ایسی ہی شخصیات میں شامل ہیں۔ یہ دانشور خواتین تھیں جو سیاسی طور پر متحرک تھیں اور جنہوں نے اسلام کی ترویج اور اسلامی معاشرہ کے قیام میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر فوزیہ کہتی ہیں کہ یہ ان کے لئے بہت خوشی اور دلچسپی کا باعث ہے کہ وہ طالب علموں کو ان خواتین کے بارے میں بتائیں۔

پروفیسر ہوئے لینڈ کہتے ہیں کہ جب وہ پڑھانے کی غرض سے پاکستان آئے تو اس دوران انہوں نے حضرت خدیجہؓ کی ایک رول ماڈل کی حیثیت سے تعریف ہوتے دیکھی۔ دو طالبات نے مجھ سے رابطہ کیا کیونکہ وہ حضرت خدیجہؓ کے بارے میں مزید سوالات پوچھنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا حضرت خدیجہؓ ان کی ہیرو ہیں ایک ایسی خاتون جو اپنا بزنس خود سنبھالتی تھیں۔

مؤرخ بیٹی ہیوز کہتی ہیں آج اسلام میں خواتین کے موضوع پر بہت گرما گرم بحث ہوتی ہے اور کئی لوگ اسے خواتین کے استحصال سے جوڑتے ہیں۔ بیٹی ہیوز نے اسکالر میرین فرانسواسیدہ سے سوال کیا کہ اگر آپ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ جیسی عظیم خواتین کے بارے میں سوچیں تو آپ کے خیال میں یہ خواتین 21ویں صدی میں اسلام کی جو صورت ہے اس بارے میں کیا کہتیں؟

میرین فرانسواسیدہ نے جواب دیا کہ آج جس طرح اسلام پر ایک مخصوص طریقہ سے عمل کیا جا رہا ہے میرا نہیں خیال کہ یہ خواتین اسے اسلام کی روح گردانتیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ حضرت عائشہؓ اگر آج ہوتیں اور انہیں کہا جاتا کہ کمرے سے باہر نہ نکلیں اور اپنی رائے کا اظہار نہ کریں تو ایسی صورتحال سے خوش نہ ہوتیں۔ وہ مردوں کو سکھاتی تھیں اور انہیں تعلیم دیتی تھیں اگر انہیں کچھ کہنا ہوتا تھا وہ کہہ گزرتی تھیں۔ ان کے مطابق میرا نہیں خیال کہ آج اگر حضرت خدیجہؓ کو ایک مخصوص پیرائے میں محدود کر دیا جاتا، ان کی آواز کو دبا دیا جاتا اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی تو وہ یہ سب کچھ قبول کرلیتیں۔ ان خواتین کی کہانیاں اسلام میں خواتین کے کردار کے بارے میں بہت سے لوگوں کے تصورات کو چیلنج کرتی ہیں۔ بیٹی ہیوز کہتی ہیں کہ یہ بہت افسوسناک بات ہے کہ غیر مسلم دنیا میں بہت ہی کم لوگوں نے ان خواتین کے نام سنے ہیں یا وہ انہیں جانتے ہیں۔

طاہر احمد۔ فن لینڈ

دورِ جدید کی فردوسِ بریں

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اس کے اختتام کے ساتھ ہی مسلم امت میں تقسیم کی ایک ایسی رو چلی جس کی دراڑیں آج پندرہ سو سال کے قریب عرصہ گزر جانے کے بھی نہیں بھریں۔جس شیطان نے اللہ سے مہلت مانگی تھی کہ وہ لوگوں کو بہکاتا رہے گا اس کی چیرہ دستیاں اور مکاریاں اب انتہاء کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں تک مسیح موعود آیا اور اس لڑائی میں شیطان کو فکر اور دلائل کے میدان میں پچھاڑ گیا اس کی وفات کے بعد اس کے خلفاء اب اس آخری زمانہ میں اپنی جماعت کے ساتھ اس شیطان کے ساتھ آخری جنگ لڑنے میں مصروف ہیں اور شیطان نے بھی پینترے بدل لیئے ہیں آنحضرت ﷺ کے دور کے بعد مسیح موعودؑ کے نزول تک مسلمانوں میں جہاں تقسیم نظر آتی ہے وہاں فکری وعلمی ترقی بھی نظر آتی ہے، اُس دور میں نئے نظریوں نے پرانی سوچوں کی جگہ لے لی اور جدید فلسفوں نے پرانے فلسفیوں کی دقیانوسی کومنوں مٹی تلے دبا دیا تھا۔ اُس دور میں شیطان کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کہ مختلف نظریوں اور فرقوں میں (کبھی اباحتی، کبھی امام غائب سے متعلق، کبھی نبیوں میں خدا حلول کر جانا جیسے عقائد، کبھی حضرت علی کو نبی کبھی خدا غرض کیا کیا ذکر کیا جائے) لوگوں کو بانٹ کر ان کو دین سے دور کر دے کیونکہ مسلمان امت پوری دنیا میں تو پھیل رہی تھی لیکن مرکزیت سے محروم ہو چکی ہوئی تھی اور خلافت کے اٹھ جانے کے بعد امت بادشاہوں اور فاتحین کی سلطنتوں میں بٹ کر رہ گئی تھی اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں اکثر فرقوں کے راہنما مجوسی، یہودی اور عیسائی فتنہ پرداز تھے جو مسلمان کا بھیس بدل کر بگاڑ پیدا کرتے تھے۔، مگر آج شیطان کے پاس یہ حربہ نہیں ہے۔ اس کے ترکش میں یہ تیر ختم ہو چکے ہیں اور یہ بازی اب وہ ہار چکا ہے کیونکہ قیام خلافت کے ساتھ ہی جماعت قائم ہو چکی ہے اور اب وہ اس جماعت میں فکری تقسیم اور فلسفہ کی بنیاد پر تقسیم کی چال نہیں چل سکتا۔ کیونکہ ایک ایسا حصارِ عافیت اب قائم ہو چکا ہے جس کی دیواریں ساتویں آسمان تک جاتی ہیں، تو پھر اب کیا؟

نئی شیطانی راہیں

دجال کی شاطرانہ روش اور یاجوج و ماجوج کی قوت و ترقی نے شیطان کے لیے بہت سی نئی راہیں استوار کر دی ہیں۔ جہاں ایک طرف مغرب اور مشرق میں یورپی ومغربی تہذیب نے نئی نسل کو اپنے دین اور روایات سے دور کرنے کے سامان مہیا کر دیے ہیں تو دوسری طرف میڈیا اور سوشل میڈیا پر جھوٹ اور فریب کا ایک ایسا جال بچھا دیا ہے کہ جس سے فرار ممکن نظر نہیں آتا۔

لیکن ایسا نہیں ہے اس سے فرار ممکن ہی نہیں بلکہ اس سے بچاؤ کا رستہ ہمارے سامنے ہے، بس ہمیں آنکھیں کھول کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری آنکھوں پر جس جادوگری کا سحر طاری ہے اس کا توڑ وہ عصا ہمارے سامنے ہے کہ جو ہر فریب اور سحر کو ملیا میٹ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، ہمیں اپنے کان کھول کر وہ الفاظ سننے کی ضرورت ہے جو شیطان کے ٹونوں اور دھوکوں کے توڑ سکے۔ہمیں بس تھوڑا سا آگے بڑھ کر خلافت کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑنا ہے جو کب سے ہاتھ بڑھائے ہمیں تھامنے کو کھڑا ہے۔

آج کل عجیب وغریب نئی کوششوں کا پتہ چلتا رہتا ہے جو مخالفین اسلام واحمدیت اسی شیطان کے اثر میں کرتے رہتے ہیں، کئی بار ایسے نوجوانوں کو سننے کا موقع ملتا ہے جو ذہنی کشمکش میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ تاریخ سے عدم واقفیت اور سوشل میڈیا پر حد سے زیادہ انحصار کبھی کبھار سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت محدود کر دیتا ہے۔سوشل میڈیا کی عالمی صحبت جو کہ شیطان کے کنٹرول میں ہے کب کسی کا ذہن خراب کر دے پتہ نہیں چلتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ’’خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئیں ہیں تم ان سے کیوں سبق نہیں لیتے۔تم بھی گزشتہ واقعات سے خبر لو۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 203-202)

مصنوعی جنت

ایسے میں مجھے اپنے بچپن میں پڑھے ایک اردو کے ناول کی طرف دھیان جاتا ہے جو عبدالحلیم شرر صاحب نے

’’فردوس بریں‘‘ کے نام سے لکھا تھا۔ اس ناول کے عجیب متن نے اور اس میں موجود کہانیوں نے ایک عجیب سی ذہنی ہلچل پیدا کر دی کہ کیسے پتہ چلا سکوں کہ اس میں حقیقت کتنی ہے اور فسانہ کتنا۔ پھر اس کے کافی عرصہ کے بعد جماعت کے ایک بزرگ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ محترم ملک سیف الرحمٰن مرحوم کی ایک انتہائی شاندار کتاب ’’تاریخ افکار اسلامی‘‘ پڑھنے کا موقع ملا جس نے تاریخ پر پڑے بے شمار پردے میرے لیے ہٹا دیے۔

بہرحال بات کہیں اور نہ نکل جائے اس لئے بس یہ کہہ کر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ آگے لکھے تاریخی واقعات کے لیے میں نے اکثر اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

حصن حصین

آنحضور ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائیں گے مسجدیں بظاہر آباد مگر نور ہدایت سے خالی ہوں گی اور مسلمانوں کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے، ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جاییں گے یعنی سارے فتنوں کی جڑ اور ساری خرابیوں کا سرچشمہ وہی علماء ہوں گے۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث وکنز العمال جلد 6 صفحہ 43)

یعنی ہمیں خود آنحضرت ﷺ نے بتا دیا کہ امت کو اندرونی طور پر خراب کرنے والے اس آخری زمانہ میں کون ہوں گے۔ یہ علماء اور شریر مخلوق ہے جن کو شیطان نے اس دور میں اپنا آلہ کار بنایا ہے اور یہ خود اور لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا کر امت کو بد سے بدترین کرتے جا رہے ہیں بلکہ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد تو ان کی توپوں کا رخ صرف جماعت احمدیہ ہی کی طرف ہو گیا ہے اور یہ مسلسل اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح اس قلعے کی دیواروں پر کمند ڈال سکیں یا اس میں سوراخ کرسکیں اور اپنے فتنے کے بیج اس زرخیز زمین میں بو سکیں۔ اس کے لیے کبھی یہ جھوٹ اور الزام تراشیوں اور مکاریوں کا سہارا لیتے ہیں کبھی اپنے کارندوں کے ذریعے ظلم و جبر کرواتے ہیں میڈیا اور سوشل میڈیا پر گند اچھالتے ہیں کبھی ان چند گنتی کے محروم لوگ جو احمدیت کی برکات چھوڑ کر خود کو ایکس احمدی کہلوانا پسند کرتے ہیں کو ساتھ ملا کر تو کبھی کمزور احمدیوں کی تلاش میں ان کو ٹریپ کر کے کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اس جماعت میں بھی ویسے ہی بگاڑ پیدا ہو جائے جیسا کہ خود ان کے دلوں اور لوگوں میں ہے۔لیکن یہ نہیں جانتے کہ اس قلعے پر کمند ڈالنا کسی کے بس کی بات نہیں اس حصن حصین کا رکھوالا اللہ ہے۔ اور جیسے آسمان کا تھوکا واپس منہ پر آتا ہے ویسے ہی ان کی سازشیں اور فتنے انہی پر لوٹائے جاتے ہیں اور ہر بار یہ ناکام اور مایوسی کا شکار ہوتے ہیں۔

ایک تاریخی شعبدہ باز

عباسی دور حکومت میں ایک شخص تھا جو کہ اُس زمانے کے لحاظ سے کیمسٹری کا ماہر اور شعبدے بازی میں کمال رکھنے والا شخص تھا ہاشم بن حکیم المرزوی جو حکیم مقنع خراسانی کے نام سے بھی مشہور ہے، وہ کہتا تھا کہ الٰہی طاقتوں نے اس کے بدن میں حلول کر لیا ہے اس لیے وہ خدائی طاقتوں کا مالک ہے، غیب کا جاننے والا ہے اور مردے زندہ کر سکتا ہے۔ اپنے چیچک زدہ چہرہ کو چھپانے کے لیئے ہر وقت نقاب پہنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس لیے اپنا نقاب نہیں اتارتا کہ کہیں لوگ میرے نور اور جلال سے جل نہ جائیں۔خراسانی ترکستان میں ایک پہاڑ پر ایسا انتظام اس نے کیا ہوا تھا کہ ایسا لگتا کہ چاند پہاڑ کے ایک طرف آ کر دوسری طرف اس کے قلعہ میں اتر جاتا ہے۔ اس قسم کے نظر کے دھوکوں اور چالاکیوں کی وجہ سے قرب و جوار کے ان پڑھ لیکن جنونی قسم کے فدائی لوگ اس کے ہم نوا اور گرویدہ ہو گئے تھے جو اس کی ہر بات پر یقین کرنے اور فدا ہونے کو تیار رہتے تھے۔ اس نے بھی اپنے پیروکاروں کو ہر طرح کی آزادی دی ہوئی تھی کہ بس میری بات مانو اس کے بعد نہ نماز کی ضرورت ہے نہ ہی حرام چیزوں سے بچنے کی

فردوس بریں

عباسی دور میں ہی الحسن الصباح نے ہاشم کی طرز پر اپنی جماعت تشکیل دی، اس کے واقعہ میں علم نفسیات کا استعمال اپنے کمال کو پہنچا ہوا لگتا ہے۔ الصباح نے اپنی جماعت کو کئی حصوں یا درجوں میں تقسیم کیا اور آپس میں رابطہ کے لحاظ سے انہیں باہمی محبت، اخوت اور مرحمت کا نصب العین دیا۔ ایک گروہ کے ذمہ علمی میدان میں کام کرنا تھا اور دوسرے گروہ کو بطور فدائی اور خفیہ طور پر امراء اور علماء کو قتل کرنے کی تربیت دی گئی۔ یہ فدائی بڑی رازداری، انتہائی احتیاط اور بڑی جرات کے ساتھ اپنے نشانہ پر وار کرتے تھے اور اس بات سے بالکل بے نیاز ہوتے تھے کہ اس راہ میں ان کی جان چلی جائے گی یا وہ بچ جائیں گے۔ ان فدائیوں کو مختلف انداز میں تیار کیا جاتا تھا۔ ایک گروہ کو بھنگ اور ایسی ہی نشہ آمیز چیزوں کی عادت ڈالی جاتی تھی یا کسی اور طریقے یعنی ہپناٹزم سے اس کے ذہن پر قابو پایا جاتا تھا اور انہیں یہ تربیت دی جاتی تھی کہ جو فرض ان کے سپرد کیا جائے انہوں نے اسے ہر حال میں سرانجام دینا ہی دینا ہے۔ بھنگ کے ذریعہ یا عمل تنویم کے ذریعہ ان کو مدہوش کر کے انتہائی خوبصورت باغوں اور سبزی زاروں میں لے جایا جاتا تھا جو پہاڑی قلعوں کے اردگرد کے چشموں کے پانی سے سیراب ہوتے تھے۔ ان باغوں میں محل نما مکانوں میں ہر

بقیہ صفحہ 6 پر

نعیم احمد۔ مبلغ سلسلہ ریجن بوگنی، مالی مغربی افریقہ

اِنّیِ مُجِیْبٌ

(میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں)

جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے وجود کے دراصل دو حصے ہیں ایک جماعت کے افراد اور ایک ان کا امام و خلیفہ لیکن اکثر اوقات یہ معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا افرادِ جماعت اور ان کا خلیفہ و امام دو الگ الگ حصے ہیں یا ایک ہی وجود کے دو نام ہیں یہ مشکل اس وجہ سے آن پڑتی ہے، جب ان افرادِ جماعت اور خلیفہ وقت کی آپس میں محبت اور چاہت کا مشاہدہ ہو، نامعلوم کہ افرادِ جماعت اپنے خلیفہ و امام سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا ان کے خلیفہ کے دل میں ان کے لئے جذباتِ شوق و محبت زیادہ جوش سے موجزن ہوتے ہیں۔خلیفہ وقت کے نوروں نہائے وجود اور منبعِ انوار چہرے کو جب کسی دور دراز علاقے کا احمدی کسی واسطے سے دیکھتا ہے تو اس کا دل و دماغ جذباتِ شوق و محبت سے معطر ہو جاتا ہے اور جانبِ دیگر اس ان کے خلیفہ کا یہ حال ہے کہ جب بھی دنیا کے کسی بھی کنارے پر کسی احمدی کو کوئی خوشی نصیب ہوتی ہے تو اس کا بھی دل خوش ہو جاتا ہے اور جب کسی احمدی پر کسی ابتلاء کی وجہ سے کوئی مشکل آن پڑے تو اس کا دل بھی تڑپ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو جاتا ہے اور اس احمدی کی تکلیف کو اپنی تکلیف گردانتا ہے اور اس طرح دو ارواح کا ایک وجود یا دو وجودوں سے ایک روح تشکیل پاتی ہے۔

جماعت کے اس ایک یا دو حصوں پر مبنی وجود کے درمیان ایک تیسری ذات خدا کی ہے۔۔۔! وہ کیا ہے۔۔۔؟ آیئے بتاتا ہوں:۔

عرض ہے کہ خاکسار ایک واقعہ کا بیان کرنا چاہتا ہے جس کا خوش قسمتی ہے خاکسار خود عینی شاہد ہے۔ پاکستان کا ایک ضلع ہے خوشاب، اس ضلع کا بیشتر حصہ ریگستانی علاقہ جات پر مشتمل ہے ان علاقہ جات میں ایک پیلو وینس نامی چھوٹا سا قصبہ ہے، جس کے مضافاتی جانب انتہائی ریگستانی علاقہ میں ایک احمدی شخص مکرم محمد اقبال صاحب سیال (ریٹائرڈ ماسٹر) کا الگ تھلگ گھر ہے۔ یہ موصوف کئی سال قبل بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور خدا کے فضل سے نہایت مخلص اور صاحبِ اخلاق و کردار ہیں۔ مکرم منور اقبال مجوکہ صاحب سابق امیر جماعت ضلع خوشاب فرماتے ہیں:۔

کہ ایک دن جب میں اپنی رہائش گاہ سے ضلع خوشاب کے عمومی دورہ کی غرض سے روانہ ہوا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے مکرم محمد اقبال صاحب سیال (جن کا گزشتہ سطور میں ذکر گزرا ہے) کے گھر جانا ہے اور ان کو ملنا ہے، محترم امیر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی معلوم نہیں تھا کہ یہ ماسٹر محمد اقبال صاحب کون ہیں بس جماعت احمدیہ خوشاب کے ممبر ہونے کہ وجہ سے ایک غیبی تعارف ضرور تھا جبکہ ان کی شکل اور شخصیت کا اندازہ تھا نہ گمان، لیکن یہ بات میرے دل میں بڑے زور سے ڈالی گئی کہ میں نے مکرم محمد اقبال صاحب سیال کے گھر جا کر ان سے ملنا ہے۔ چنانچہ میں نے راستہ میں ہی پیلو وینس کے صدر صاحب جماعت کو فون کال کی اور کہا کہ تیار ہو جائیں اور آپ نے مجھے مکرم محمد اقبال صاحب سیال کے ہاں لے جانا ہے میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ٹھیک آپ آ جائیں ہم چلے چلیں گے۔ اتنے میں محترم صدر صاحب نے از خود سوچا کہ کیوں نہ مکرم محمد اقبال صاحب سیال کو ہی یہاں بلا لیا جائے کیونکہ ان کا گھر دور ہے رستہ کچا ہے گاڑی کا جانا مشکل ہو گا اور اس پر انہوں نے مکرم محمد اقبال صاحب سیال کو اپنے پاس بلا لیا کہ آپ میرے پاس آ جائیں مکرم امیر صاحب آ رہے ہیں اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی اپنے گھر سے روانہ ہو گئے۔ جب محترم امیر صاحب محترم صدر صاحب کے پاس پہنچے تو جب ان کو معلوم ہوا کہ مکرم محمد اقبال صاحب کو ادھر ہی بلا لیا گیا ہے اور وہ آ رہے ہیں تو محترم صدر صاحب سے بڑے جوش سے فرمانے لگے کہ میں نے ان سے ملنا ہے نہ کہ انہوں نے مجھ سے ملنا ہے آپ نے ان کو کیوں بلا بھیجا۔۔؟ میں ان کے ہاں جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس پر محترم صدر صاحب نے ان کو بذریعہ ٹیلی فون آنے سے روکا کہ امیر صاحب خود آپ کے گھر آ رہے ہیں آپ اپنے گھر پر ہی ٹھہرے رہیں۔جس پر وہ رستہ سے اپنے گھر لوٹ گئے۔ اور محترم امیر صاحب خود ریگستانی کچا رستہ طے کر کے ان کے گھر گئے اور پہنچ کر ملتے ہی آپ نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی سلام ہو۔ اس پر مکرم محمد اقبال احمد سیال صاحب محترم امیر صاحب سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگے تو جب ان کی حالت کچھ سنبھلی تو رونے کی وجہ پوچھی گئی تو سیال صاحب کہنے لگے کہ کل نماز مغرب میں نے سامنے ریت کے ٹیلے پر ادا کی اور نماز کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں یہاں ویرانے میں رہتا ہوں میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں کہ میں اپنے پیارے خلیفہ وقت کو سلام بھجوا سکوں اور اے خدا تو کسی ذریعہ یا واسطے کا محتاج نہیں تو ہی میرا سلام میرے آقا تک پہنچا دے۔۔۔۔۔۔ تو یہ لیں میرے رب نے میری دعا سن لی اور آپ کے ذریعے آج یعنی دوسری ہی صبح سلام کا جواب بھی بھجوا دیا۔۔۔۔۔۔ اس پر محترم امیر صاحب نے یہ سارا واقعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ جائیں اور مکرم محمد اقبال صاحب سیال اور ان کی فیملی کو میری طرف سے محبت بھرا سلام پہنچائیں اس پر مکرم امیر صاحب اور مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ مکرم محمد اقبال صاحب سیال کے گھر گئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور جوابی خط ان کو دیا۔ ایں سعادت زور بازو نیست۔

بقیہ: دورِ جدید کی فردوسِ بریں...... از صفحہ 5

قسم کی نعمتیں میسر ہوتی تھیں، کھانے پینے کا خوب انتظام ہوتا تھا، نغمہ وسرور اور خوبصورت عورتوں اور حسین لڑکوں سے مزین رکھا جاتا اور جن فدایوں کو ان میں لایا جاتا ان کو کہا جاتا کہ یہ جنتیں ان کو ملتی ہیں جو امام یا نائب امام کے حکم کی دل وجان سے اطاعت کرتے اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ یہاں محلوں میں رکھ کر پھر عمل نفسیات یا ہپناٹزم کی مدد سے ان کو باہر لایا جاتا اور ان کو کہا جاتا کہ یہ تو محض عارضی نظارہ تھا جب تم فلاں فلاں کام کرو گے اصل میں تو تب تمہیں ان جنتوں میں مستقل رہنا نصیب ہو گا۔غرض حسن بن صباح دہشت گردی کے علم نفسیات کا ماہر تھا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بانی تھا۔خود وہ بزدلوں کی طرح ایک مضبوط قلعے میں محصور رہتا تھا۔ اس نے اپنے احکامات پہنچانے اور عمل کروانے کے لیے اپنے نائبین کا ایک گروپ بنایا ہوا تھا جبکہ ایک گروپ جو خود حسن کے ہی تیار و تربیت شدہ ہوتے تھے ماہر نفسیات کا گروہ تھا۔ ایک اور گروہ تھا جس کے ذمے حسن کے پیغام کو لوگوں تک پہنچوانے اور منوانے کے لیے داعی تیار کرنا تھا اور یہ لوگ منطق، فلسفہ اور فقہ کے ماہر ہوتے تھے۔ ایک گروہ کا کام یہ تھا کہ وہ خفیہ طور پر دشمنوں کو قتل کریں۔ ایک گروہ کے ذمہ صرف یہ کام تھا کہ وہ عوام کو عمومی طور پر کسی گہرائی میں جائے بغیر اپنے propaganda اور نظریات سے آگاہ کریں اور اس سے مانوس کریں۔

پھر ایک گروہ نئے نئے ان کے نظریات سے متاثرہ لوگوں کا وہ گروہ ہوتا تھا جن میں اپنی بات منوانے اور اپنے عقائد و نظریات سے دوسروں پر بھی اثر ڈالنے کی صلاحیت ہو۔ 35 سال تک وہ عباسیوں کے لیے دردسر بنا رہا اور اپنی موت کے بعد وہ انتہا پسند جماعت اور خیالات کے اتنے لوگ چھوڑ گیا تھا جنہوں نے مدتوں بعد تک ناک میں دم کیے رکھا، دوسری طرف یہ اور اس کے کارندے صلیبی کاروایوں میں بھی مسلمانوں کے مقابلے میں صلیبیوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

دورِ جدید کی فردوس بریں

اب اگر ہم آج کا دور دیکھیں تو نہ تو بظاہر ہمیں ہاشم بن حکیم المرزوی نظر آتا ہے نہ الحسن الصباح نہ چاند کسی قلعے میں ڈوبتا دیکھ کر ہم سحر انگیز ہوتے ہیں نہ ہی کہیں مصنوعی جنت نظر آتی ہے لیکن دوسری طرف اگر ہم غور کریں تو محسوس ہو گا کہ شیطان نے وہ سب حربے ہتھیا کر آزادی اظہار رائے نیز مادر پدر آزاد آزادی اور ماڈرن ٹیکنالوجی میں سمو دیے ہیں۔ اب ہاشم بن حکیم المرزوی کے شعبدوں سے مرعوب ہونے کے لیے کسی پہاڑ کی چوٹی پر نہیں چڑھنا پڑتا، نغمہ وسرور کی محفلوں سے مزین اور حسین عورتوں اور مردوں کی کی صحبت کے لیے کسی حسن الصباح کی بنائی جنت میں نہیں جانا پڑتا۔

اب ہم آسانی سے کسی کے بھی نظریات سے متاثر ہو سکتے ہیں بغیر محسوس کیے اور وہی فدائیت اور بے حسی اختیار کر سکتے ہیں جو پہلے پہلے عمل تنوین اور ہپناٹزم کے ذریعے پیدا کیے جاتے تھے اور جس کے ذریعے مکار لوگ اپنے من پسند کام یہاں تک کے خودکش فدائی حملے تک کروا لیتے تھے۔ سوشل میڈیا پر بھی یہ ہاشم بن حکیم کی طرح نقاب اوڑھے اور اپنی شناخت چھپائے نظر آتے ہیں اور یہ سب کام پہلے سے بہت بڑھ کر اور انتہائی غیر محسوس طور پر انٹرنیٹ، میڈیا اور سوشل میڈیا سرانجام دے رہا ہے، جہاں ایک غیر مرئی حسن الصباح نے ہر user اور پیروکار کو کھلی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جو چاہے کہہ سکتے ہیں جو چاہے کر سکتے ہیں جس پر چاہے الزام لگا سکتے ہیں جس کی چاہے ذاتی معلومات اور بات بیان کر سکتے ہیں، چاہے تو گھنٹوں نماز روزہ کی پرواہ کیے اس سوشل میڈیا کی جنت میں بیٹھ سکتے ہیں یہاں ایک کلک پر ساقی بھی ہے، نغمے بھی ہیں، سرور بھی ہے اور سب کچھ ہے جو ایک انسان کی فطری جبلت حیوانیت میں بدل جانے کے بعد چاہ سکتی ہے۔

آج کی فردوس بریں یہ سوشل میڈیا ہے جس کی الگ ہی دنیا ہے اور جس کے نشے وسرور نے بہت سے لوگوں کے لیئے اسے جنت بنا دیا ہے۔

اب یہ ہم پر ہے کہ آیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ٹرانس میں قید رہیں یا آنکھیں کھول کر اس سحر سے باہر آئیں اور خلافت کے حصار میں داخل ہو کر اس دجالی سحر انگیزیوں اور جھوٹی طلسماتی جنتوں ہاشم بن حکیم المرزوی اور الحسن الصباح جیسوں کو بے نقاب کریں۔

فیصلہ ہم سب پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطانی چالوں سے ہمیشہ بچاتے ہوئے خلافت کا سچا وفادار بنائے اور حقیقی جنتوں کا وارث بنائے۔

آمین

منصور احمد خان۔ کینیڈا

روٹی

قسط دوم، آخری

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ نمبر 27)

قرآن میں آتا ہے کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) مطلب دین اسلام میں کوئی سختی نہیں، مجھ سے اگر کوئی اس آیت کریمہ کا مطلب معلوم کرے تو میں کہوں، دین اسلام میں کوئی سختی نہیں سوائے ایک تعلیم کے اور وہ ہے مسکین کے لیے روٹی کا انتظام کرنا۔

اسلام میں مسکین کو کھانا کھلانے کے متعلق پہلے جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ ہی کتنی سخت تعلیم ہے۔ لیکن جو اب لکھا جا رہا ہے وہ تو بے انتہاء سخت تعلیم ہے۔ اب دیکھیں کسی سے بھی سوال کیا جائے کہ ایک آدمی نیک عمل کرتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا۔ تو جواب یہ آئے گا کہ جو بھی نیک عمل کرتا ہے تو اچھی بات ہے اور جو نہیں کرتا غلط کرتا ہے۔ دہریہ کا بھی یہی جواب ہو گا۔ عام سیدھی سادھی سی بات ہے۔ عمل کی بنیاد پر اچھے برے کا فیصلہ ہے۔

اسلام میں نماز پڑھنے کا تاکیدی حکم ہے۔ مطلب یہ کہ جو نماز پڑھتا ہے بہت اچھا کرتا ہے اور جو نہیں پڑھتا تو وہ غلط کرتا ہے لیکن یہ کہیں حکم نہیں ہے کہ اگر کوئی نمازی دوسرے کو نماز کی طرف ترغیب نہیں دلاتا تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن سکتا ہے۔

اسلام میں مسکین وغریب کو روٹی یا خوراک کا سامان دینے کا انتہائی تاکیدی حکم ہے۔ مطلب یہ کہ جو مسکین کے لیے روٹی یا خوراک کا خیال کرتا ہے بہت اچھا عمل کرتا ہے اور جو کرسکتا ہے اور پھر نہیں کرتا تو وہ غلط کرتا ہے۔ لیکن اسلام میں ایک آدمی جو یہ نیکی کرتا ہے اور دوسروں کو اس طرف ترغیب نہیں دلاتا تو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا موجب بن سکتا ہے۔

مذہب اسلام میں یہ واحد اتنی بڑی نیکی ہے کہ صرف مسکین غریب کے لیے روٹی کا انتظام نہیں کرنا بلکہ ایک دوسرے کو اس کی طرف توجہ بھی دلانی ہے۔ یہ واحد اتنی بڑی نیکی ہے کہ صرف ایک دوسرے کو توجہ اور یاددہانی کرانے پر ہی اللہ تعالیٰ کی بے حد خوشنودی ہے۔ اور اگر صرف یاددہانی بھی نہیں کراتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت ناراضگی کا اظہار ہے۔

اگر ایک بار بھی قرآن کریم میں یہ تعلیم آتی تو مسلمانوں کے لیے انتہائی تاکیدی حکم تھا۔ لیکن ایک بار نہیں، قرآن شریف میں بار بار تواتر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے ان لوگوں پر جو ایک دوسرے کو اس طرف یاددہانی یا ترغیب تک نہیں دلاتے۔

قرآن کریم میں اس اہم انسانی مسئلہ کے متعلق عظیم الشان تعلیم ملتی ہے۔ حیران و پریشان ہو جاتا ہوں کہ سچے مذہب اسلام میں انسانیت کی خدمت کے متعلق کتنی سخت تعلیم ہے۔ اب براہ کرم غور اور نوٹ کیجیے گا کہ مندرجہ ذیل تمام آیات میں مسکین کو کھانا کھلانے کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک دوسرے کو اس طرف یاددہانی وترغیب دلانے کی بات ہو رہی ہے۔

پہلی آیت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ (الحاقہ:35) اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔

اب دیکھیں مضمون یہ ہے کہ مسکین کی خدمت کے لیے ایک دوسرے کو یاددہانی کراتے رہنا چاہیے۔ انتہائی سختی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس جانب توجہ دلائی ہے کہ ایک دوسرے کو اس اہم انسانی مسئلہ کو یاد کراتے رہا کرو۔ بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کی بے حد ناراضگی کا موجب بن سکتا ہے۔ اصل میں اس اور دوسری آیات میں منفی انداز میں اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اب اگر مضمون مثبت انداز میں ہوتا کہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی جائے تو معنی یہ نکلتے کہ جو ترغیب دے اچھی بات اور جو نہ دے کوئی بات نہیں۔ مگر ان آیات میں منفی انداز سے تلقین دلانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ کوئی بھی اس اہم ترین فرض سے باہر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرہ کے ہرفرد پر فرض قرار دیا ہے کہ ایک دوسرے کو اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائے، شعور پیدا کرائے، ایک دوسرے کو یہ فعل کرنے کے لیے ابھارے۔ اسلام میں انسانیت کی کتنی حسین اور عظیم تعلیم ہے کہ صرف اس اہم انسانی مسئلہ پر بات کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اسلام میں انسانی مسئلہ پر بات کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

یہاں ایک نقطہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ قارئین کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ایک ہی بات مضمون میں بار بار بیان کی جارہی ہے۔ اس کی دو اہم وجوہات ہیں۔

اول: ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ مضمون اتنا اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ بار بار دوہرایا جاتا ہے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک دفعہ حکم نہیں دیا بلکہ بار بار ایک ہی مضمون اور تقریباً ایک طرح کے الفاظ دہرائے جارہے ہیں کہ جو ایک دوسرے کو مسکین کے لیے روٹی کے لیے نہیں ابھارتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا سبب بن سکتا ہے۔

دوسری: ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جواب دینا مقصد ہوتا ہے۔ جتنا شدید اعتراض اتنا شدید جواب۔ مخالفین اسلام تم یہ کہتے ہو کہ اسلام میں انسانیت سے متعلق تعلیم نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اسلام میں تو انسانیت پر صرف بات کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے اور نہ کرنے پر خدا واحد ولاشریک کی ناراضگی ہے۔

دوسری آیت: قرآن حکیم میں آتا ہے کہ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ (الفجر:19) اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔

وہی مضمون دوبارہ کہ اگر کوئی شخص مسکین وغریب کو کھانا کھلانے کی طرف توجہ دلاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حد خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اور اگر ایک دوسرے کو اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ بھی نہیں کراتا تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتا ہے۔

اس آیت میں اور دوسری آیات میں جو ترغیب کا ذکر آیا ہے اس کو ذرا کھول دینے کی ضرورت ہے۔ معاشروں میں ہرطرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ مثلاً

اول۔ انتہائی بخیل تو ہرطرح کی کوششیں کرتا ہے کہ نہ کھانا کھلائے اور نہ ہی دوسروں کو اس کی تلقین کرے۔

دوم۔ بعض بخیل ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دوسروں کے توجہ دلانے پر کچھ نہ کچھ مسکین کے لیے خوراک کا انتظام کر دیتے ہیں۔

سوم۔ بعض کے حالات ایسے ہوتے ہیں کہ خود کی روٹی کا سامان بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ لیکن ان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس بڑی نیکی کا حصہ بنا جائے۔ اسلام میں کوئی نیکی سے محروم نہ رہ جائے اس کے لیے سب کو برابر کا موقع دیا ہے۔ اب ایسے لوگ تلقین اور ترغیب تو ایک دوسرے کو دلا سکتے ہیں۔ کوئی تو ایسی خوبی یا فن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کرتا ہو گا جس سے یاددہانی کراسکتے کہ اس طرف توجہ کی جائے۔ اور نہیں تو ایسے خیراتی ادارہ، فوڈ بینک میں چند گھنٹے ہی دے سکتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا عمل اور فعل تو کر سکتے ہیں کہ جس سے دوسرے کو ترغیب ہو کہ مسکین کے لیے روٹی کا خیال رکھا جائے۔

چہارم۔ کچھ لوگ مسکین کا خیال رکھتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو تلقین نہیں کرتے۔ اس لیے ایک دوسرے کو تلقین کرنا بہت ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

پنجم۔ اور کچھ لوگ مسکین کا خیال کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ دوسرے بھی مسکین کا خیال رکھتے ہیں اس کے باوجود ایک دوسرے کو تلقین کرتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ آیات کریمہ ہی ہیں۔ جس کے تحت ایک دوسرے کو تلقین کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصد ہوتا ہے۔

تیسری آیت: پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ (الماعون:4) اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔

وَلَا یَحُضُّ: اور نہیں رغبت دلاتا اور نہیں تاکید کرتا۔

عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ: مسکین کے کھانا کھلانے پر اور نہ کسی دوسرے کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ مسکین کو کھانا کھلایا کرے۔

(حقائق الفرقان)

پس لَا یَحُضُّ کے معنے ہوں گے وہ آمادہ نہیں کرتا۔ ترغیب نہیں دلاتا۔

(تفسیر کبیر)

پھر دوبارہ وہی مضمون۔ اب اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے ایک دوسرے کو توجہ دلاتے رہو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مضمون کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

’’اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلا تو دیتا ہے مگر خلوص نیت سے نہیں۔ کیونکہ اگر وہ سچے دل سے کھانا کھلاتا تو دوسرں کو بھی اس کی ترغیب دلاتا۔ کیونکہ جو اچھی چیز ہو اس کی دوسروں کو بھی تلقین کی جاتی ہے مگر وہ آپ تو کھانا کھلاتا ہے لیکن دوسرے کو اس کی ترغیب نہیں دیتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص شرم اور لحاظ کے مارے ایسا کرتا ہے۔ سچے دل سے ایسا نہیں کرتا اور اس کے دل میں اس کام کرنے کی تڑپ نہیں ہے۔ گویا سوال کرنے پر مسکین کو کھانا کھلاتا ہے خود غربا کی خدمت کا شوق نہیں رکھتا۔ تحریک کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غرباء کو بغیر مانگے روٹی مل جاتی ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کو غرباء کی امداد کی تلقین کرتے رہیں تو غرباء کو مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ الماعون آیت نمبر 4)

خاکسار تو تھوڑا بہت لکھتا رہتا ہے تو یہ مضمون لکھ کر اس جانب توجہ اور ترغیب دلائی ہے۔ ترغیب دلانے کے تو بے شمار طریقے ہو سکتے ہیں۔ ہر کوئی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح توجہ دلائی جائے۔ کوئی پیسہ خرچ کرسکتا ہے، کوئی اس منصب پر ہوتا ہے کہ سب کو توجہ دلا سکتا ہے، کوئی اپنا وقت فوڈ بینک میں دے سکتا ہے۔ بے شمار طریقے ہیں۔

بس مختصراً یہ کہ کوئی بھی ایسا عمل یا فعل جس سے کہ دوسرے کو اس کی طرف ترغیب ہو یا دوسرے کے دل میں بھی تحریک پیدا ہو تو نہ صرف ایسا عمل درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بے حد خشنودی کا بھی باعث ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔

(النحل: 126)

یہ ہر کوئی خود بہتر فیصلہ کرسکتا ہے کہ کون سی حکمت بہتر ہے اور کس طرح توجہ دلائی جائے۔ لیکن ایک اصولی بات ہے کہ توجہ دلاتے رہنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

خداتعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہمیں تاکیدی حکم ہے کہ مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلایا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مورخہ 17 دسمبر 1956ء کے خطبہ جمعہ میں مسکین کو کھانا کھلانے کی تحریک فرمائی۔ آپؒ نے فرمایا کہ

’’پس ہمارے خدا نے ایک حکم دیا ہے ہمارے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تاکید فرمائی ہے کہ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور ہم نے اس تاکیدی ارشاد پر عمل کرنا ہے۔ یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر عمل کرنے سے بڑے خوشکن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ نمبر 45)

دن برے آئے اکٹھے ہو گئے قحط و وبا

(درثمین)

آج تو قدرتی قحط سالی بھی ہے اور مصنوعی قحط سالی بھی، غربت اور افلاس میں بھی بے انتہا اضافہ ہوگیا ہے، خانہ جنگی کی وجہ سے لاکھوں لوگ بے گھر ہے۔ پھر یہ Covid-19 کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ دنیا ہی Lockdown ہوگئی ہے۔ مارچ کے آخری ہفتے میں اخباروں میں خبر آئی کہ

The World is in a recession-IMF Chief

لیکن جب حالات نارمل ہوں گے تو معیشت کو ہلا دینے والا طوفان آئے گا۔ ترقی پذیر ممالک کی معیشت تو متاثر ہوگی مگر جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہ بھی اس سے محفوظ نہیں رہیں گے۔ ایک چیز یقین کے ساتھ سب کو نظر آرہی ہے کہ غربت، بھوک اور افلاس میں بے انتہا اضافہ ہوگا۔ اور ایسی صورتحال میں اکیلے حکومتیں مقابلہ نہیں کرسکتی۔

ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دوراں تیرا

(درثمین)

بس اس سارے پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار کی تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آج یہ تحریک پھر سے زندہ ہو جائے۔ آمین

’’مسکینوں کے کھانے کی فکر کرو۔‘‘ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

(حقائق الفرقان تفسیر سورۃ الفجر صفحہ 386)

مسکین کو کھانا کھلانا انتہائی احسن عمل ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ

’’ہر نیکی صدقہ ہے۔‘‘

(صحیح مسلم جلد چہارم حدیث نمبر 1659، مشکوۃ اور مسند)

یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وعدہ ہے کہ صدقہ کسی بھی صورت میں مال میں کمی نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

’’صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔‘‘

(صحیح مسلم جلد 13 حدیث 4675)

قرآن شریف میں آتا ہے کہ

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

(البقرہ: 277)

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ میں ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلائیں صدقات کو تجاوز نہیں کر سکتیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 13 مارچ 2020ء)

آخر میں خاکسار ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بابرکت اقتباس پر مضمون ختم کرتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ جس طرح ظاہری عزتوں کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ ابد الآباد کی بھی کوشش کریں۔ آمین‘‘

(حقائق الفرقان تفسیر سورۃ الدھر آیت نمبر 9 صفحہ نمبر 291)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کیسے تھا۔ اب میں نے تمہیں ناخن دیئے ہیں تو تم نے سر کھجلانا بھی شروع کر دیا ہے۔ پس تم خوشی منانے کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہو اور اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی دعائیں کرو‘‘

یہ بڑی ضروری چیز ہے کہ آج ہم امن امن کی باتیں کرتے ہیں، سلامتی کی باتیں کرتے ہیں جب سب کچھ ملے، جب بادشاہ احمدی مسلمان ہوں اور برکت حاصل کرنے کی کوشش کریں اس وقت ہمارا جو امن اور سلامتی کا پیغام ہے وہ پھیلنا چاہئے۔ اس وقت محبت اور پیار پھیلنا چاہئے۔ نہیں تو پھر آج کل تو مجبوری کی باتیں ہوں گی۔

فرمایا کہ ’’اور وہ دن دُور نہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پورا ہو گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ بادشاہتیں تو آہستہ آہستہ ختم ہی ہو رہی ہیں لیکن ملک کا پریذیڈنٹ بھی اور صدر بھی بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اگر روس کا وزیر اعظم اور صدر مسلمان ہو جائیں تو وہ بھی بادشاہ سے اپنی حیثیت سے کم نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے اسی وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم آپ (علیہ السلام) کی کتابوں سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ۔‘‘

یہ ایک تعلق ہے۔ وہ بادشاہ اس وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم لوگ جو پرانے احمدی ہو، پہلے احمدی ہو، صحابہ کی اولاد کہلاتے ہو، تابعین ہو، تبع تابعین ہو یا بہرحال ان بادشاہوں سے بہت پہلے احمدیت قبول کرنے والے ہو، تم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے برکت ڈھونڈو۔ اور کتابوں سے برکت ڈھونڈنا یہ ہے کہ آپ کی کتابوں کو پڑھو، علم حاصل کرو، ان مسائل کو جانو جو حقیقی اسلام کے بارے میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’جب تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا جو کہ آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘۔ تبلیغ ہو گی۔ پھیلے گی۔ بادشاہتیں آئیں گی تب وہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈھنے کی کوشش بھی کریں گے۔ لیکن پھر آپ نے انجمن کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات ہیں کپڑے ہیں ان کو صحیح طرح رکھنے کا انتظام نہیں ہے۔ اب تبرکات کے لئے اللہ کے فضل سے ربوہ میں بھی، قادیان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ کافی حد تک اس پہ کام ہو چکا ہے اور محفوظ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال آپ نے انجمن کو توجہ دلائی کہ اس کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کے تبرکات کو محفوظ کیا جائے اور فرمایا کہ بعض ماہر ڈاکٹروں کو یا سپیشلسٹ کو بلایا جائے جو اس بات پر غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کس طرح محفوظ کئے جاسکتے ہیں۔ ان کپڑوں کو شیشوں میں بند کر کے اس طرح رکھا جائے کہ وہ کئی سو سال تک محفوظ رہتے چلے جائیں یا انہیں ایسے ممالک میں بھیجا جائے جہاں کپڑوں کو کیڑا نہیں لگتا مثلاً امریکہ ہے۔ وہاں یہ کپڑے بھیج دیئے جائیں تا کہ انہیں محفوظ رکھا جا سکے اور آئندہ آنے والی نسلیں اس سے برکت حاصل کرسکیں۔

(خطبہ جمعہ 15 جنوری 2016)

رپورٹ: سدید احمد۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بلغاریہ

بلغاریہ میں مستحقین میں عطیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے بچوں اور خاندانوں کے لیے جوتوں کے 6 پیلیٹس عطیہ کئے۔

بلغاریہ کے شہر پلیون(Pleven) کے قصبہ گلیانتسی(Gulyantsi) میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے جماعت احمدیہ بلغاریہ کے ذریعے بچوں اور بوڑھوں کے لئے 6 پیلٹس جوتوں کے عطیہ کئے۔

عطیہ میں تمام موسموں کے لیے جوتوں کے 1,000 سے زیادہ جوڑے شامل تھے، جن میں زیادہ تر بچوں کے جوتے تھے۔اس کے علاوہ اسکول بیگز، کھلونے،، بیڈ شیٹس، کمبل، باورچی خانے کے برتن اور دیگر سامان وغیرہ امالیپے سینٹر اور اسکول کی ٹیم کے ذریعے بچوں اور پسماندہ خاندانوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

22 مارچ 2022 کو عطیہ کو وصول کرنے کے بعد، خرستوسمر ننسکی (Hristo Smirnenski) سیکنڈری اسکول کی ڈائریکٹر مسز ایمیلیا پیٹروشیوا (Mrs. Emilia Petrusheva) اور امالیپے سینٹر کے میڈیئیٹر مسٹر نیکولائی اوگنیانوف (Mr.Nikolay Ognyanov) نے صدر جماعت احمدیہ بلغاریہ سے ملاقات کی۔جس میں انہوں نے مستقبل میں مشترکہ طور پر تعلیم کے فروغ اور ضرورت مند خاندانوں کی مدد کے ممکنہ اقدامات پر تبادلہ خیال کیا۔

اس کے بعد اسکول کی ٹیم اور ’’امالیپے‘‘ سینٹر کی ٹیم نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور جماعت احمدیہ بلغاریہ کا شکریہ ادا کیا۔

انشاء اللہ تعالیٰ، رمضان کے مہینے میں، ہم ضرورت مند بچوں اور خاندانوں کے چہروں پر مسکراہٹ کے سامان کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

رپورٹ: محمد سالک۔مبلغ سلسلہ برمآ

برمآ جماعت میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد

23 مارچ 1889 کا دن جماعت احمدیہ کا قیام ہونے کی نسبت سے جس طرح یومِ مسیح موعودؑ ہر سال دنیا بھر کی جماعتیں اپنی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ امسال برمآ جماعت میں بھی مورخہ 27 مارچ بروز اتوار انعقاد کرنے کی توفیق ملی (الحمد اللہ)۔

برمآ میں ملکی حالت خانہ جنگی اور مارشل لاء کی وجہ سے ناگفتہ بحال ہے۔باوجود مشکل حالات کے جماعت کی طرف سے آن لائن جلسہ یومِ مسیح موعودؑ انعقاد کا پروگرام بنایا۔ پروگرام کے مطابق تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا۔ مکرم ایم۔ ایس ظفراللہ صاحب نے سورۃ جمعہ آیات ایک تا نو تک کی تلاوت کی اور مکرم ہدایت اللہ صاحب نے برمی ترجمہ سنایا۔ اس کے بعد مکرم ایس۔ کے نسیم احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام بعنوان ’’محاسنِ قرآن کریم‘‘ کو خوش الحانی سے سنایا اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعدازاں مکرم وی۔ زیٹ عطاء المجیب صاحب معلم سلسلہ نے ’’حضرت مسیح موعودؑ کا قلمی جہاد‘‘ کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے معرکۃ الآراء کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے تاریخی پس منظر اور ’’مضمون بالا رہا‘‘ کی عینی شہادت کی تفصیلات بیان کیں۔ اُس کے بعد مکرم خلیل احمد صاحب معلم سلسلہ نے ’’میں عافیت کا ہوں حصار‘‘ کے عنوان پر حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات میں سے چند تعلیمات برمی زبان میں پیش کرتے ہوئے خاص طور پر کشتی نوح میں سے ہماری تعلیم پیش کی۔ آخر پر خاکسار نے اختتامی خطاب میں یومِ مسیح موعودؑ منانے کی غرض و اہمیت اور تاریخ مختصر بیان کی۔ بعدازاں خاص بیعت کی اہمیت کے بارے میں سیّدنا امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ اقتباس جو مورخہ 18 تا 24 مارچ 2022 الفضل انٹرنیشنل خصوصی اشاعت برائے یومِ مسیح موعود سے برمی ترجمہ کر کے بیان کیا۔ معًا بعد دعا سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

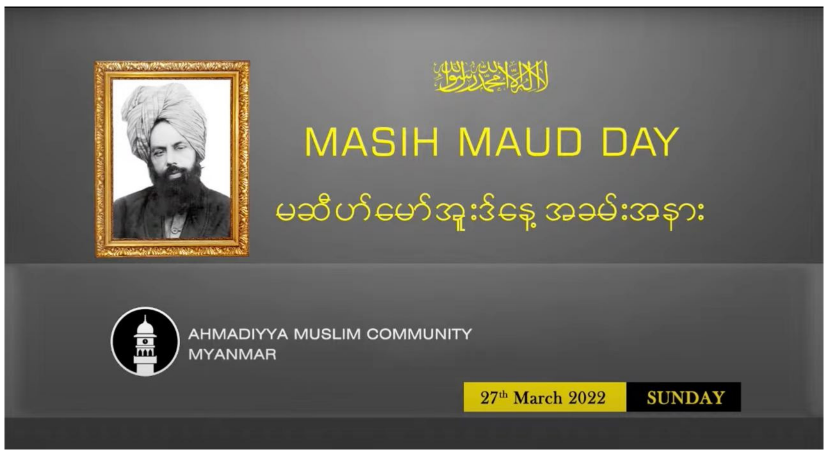

آن لائن پروگرام میں احبابِ جماعت اور غیراز جماعت کے احباب 400 سے زائد شامل ہوئے، الحمداللہ۔ پروگرام کی کاروائی The Ahmadi Post Myanmar Youtube Channel کے ذریعہ نشر ہوئی جسے کسی بھی وقت دوبارہ دیکھ سکتا ہے۔

منصور احمد زاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن

ہمسایہ ملک سوازی لینڈ کے مربی عباس بن سلیمان صاحب کی گھانا مستقل واپسی کی تقریب

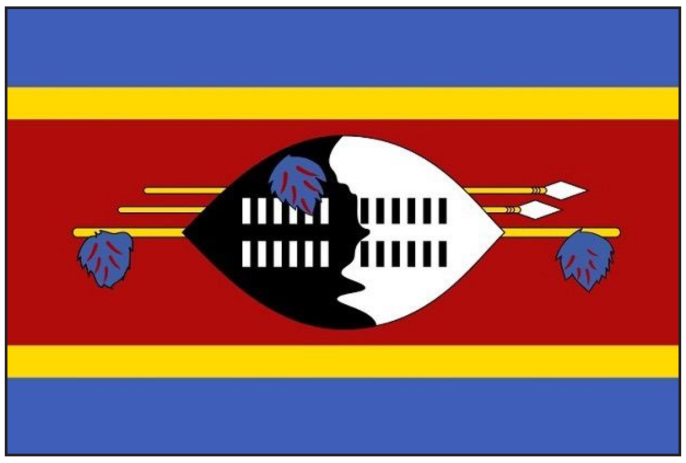

ابتدائی تعارف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں جب دعوت الی اللہ کی تحریک زوروں پر تھی اس وقت ساؤتھ افریقہ جماعت کے سپرد کچھ ہمسایہ ممالک کئے گئے تاوہاں احمدیت کا پودا لگایا جاسکے ان ممالک میں ایک سوازی لینڈ بھی تھا، چنانچہ ساؤتھ افریقہ جماعت سے وہاں وفود بھجوانے کا سلسہ شروع ہوا اور اس طرح کچھ لوگ جماعت میں شامل ہو گئے، انہیں ایام میں غانا کے جامعۃ المبشرین سے فارغ التحصیل دو مربیان کی تقرری ساؤتھ افریقہ ہوئی جن میں سے ایک عباس بن سلیمان صاحب تھے اپ نے کچھ عرصہ یہاں کیپ ٹاؤن میں قیام کیا اور پھر اپ کی تقرری سوازی لینڈ میں کر دی گئی۔

جن دنوں مربی عباس صاحب کی تقرری اس ملک میں ہوئی ان دنوں سیرالیون کے ایک احمدی پروفیسر مسٹر ابو سیسے بھی وہاں کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے آپ بھی پر جوش داعی الی اللہ تھے اور عباس صاحب کے لئے سلطان نصیر ثابت ہوئے، ابتدائی ایام میں مربی صاحب مکرم پروفیسر صاحب کے ہاں مقیم رہے پھر جماعت نے ان کے لئے کرایہ پر علیحدہ مکان لے دیا۔

عباس بن سلیمان صاحب کو عرصہ بیس سال سے زائد اس ملک میں خدمت کا موقع ملا دوران قیام انہیں کئی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر انہوں نے وقف کی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے ہی خندہ پیشانی کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعت قائم کر دی۔

دوران قیام انہیں 2007 ء میں جس علاقے سے احمدیت کا آغاز ہوا تھا مسجد تعمیر کرنے کا موقع ملا، اس کے علاوہ انہوں نے مانزینی کے ایک علاقہ کے چیف سے ہسپتال بنانے کے لئے کوئی چھ ایکڑ زمین بھی حاصل کی۔

پروگرام میں شامل ہونے والے افراد کا ایک حصہ، ممبرات لجنہ نے مسجد کے اندر بیٹھ کر کاروائی سنی

خاکسار کا تبادلہ غانا سے 2014 میں ساؤتھ افریقہ ہوا اور جائزہ لیا گیا کہ جماعت کا اپنا مشن ہاؤس ہونا چاہئے چنانچہ اس پر مرکز کی منظوری سے عباس صاحب نے ایک مکان جو کہ مانزینی شہر میں ہے کے خریدنے کی تجویز دی اور پھر اسے مرکز کی منظوری سے نہایت مناسب قیمت پر خرید لیا گیا، یہ مکان چار بیڈ روم کا ہے اور اس کے ساتھ دو علیحدہ کمرے بھی ہیں جو کہ ملازم کو رکھنے کے کام اسکتے ہیں اس زمین کا رقبہ ڈیڑھ ایکڑ ہے، یہاں پر اب مسجد کی تعمیر کے کام کا آغاز ہوگیا ہے، انشاءاللہ جلد جماعت کی دوسری مسجد بھی ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مربی عبدالرحمان احمد صاحب کی تقرری ہوئی اور پھر ان کی آمد اور ان کے ضروری کاغذات ایمیگریشن میں ورکنگ ویزہ اور چارج لینے کے بعد اپریل کے پہلے ہفتے میں مربی عباس صاحب کی واپسی کا انتظام کیا گیا، اور مورخہ یکم اپریل 2022 کو بعد نماز جمعہ ایک سادہ اور پر وقار الوداعی تقریب منعقد ہوئی، خاکسار نے اس تقریب کی صدارت کی جس میں سوازی لینڈ کی مختلف جماعتوں سے احباب شامل ہوئے نیز مقامی چیف کے نمائندہ اور علاقے کے کونسلر نے بھی شرکت کی اور مربی صاحب کے سوازی لینڈ میں قیام اور کام کو سراہا۔ ساؤتھ افریقہ کے شہر ڈربن جماعت سے دو افراد احمد اوجو صاحب اور شاہین آکوں صاحب بھی شامل ہوئے، کیپ ٹاؤن اور دیگر جماعتوں کے کئی احمدی احباب نے مربی عباس صاحب کو تحائف اور تحریری پیغام بجھوائے اور انہیں اپنی دعاؤں سے رخصت کیا، مجلس انصار اللہ ساؤتھ افریقہ نے اپنے ان لائن پروگرام میں مربی صاحب کے قیام ساؤتھ افریقہ اور سوازی لینڈ کو سراہا، یہاں یہ امر قابل بھی قابل ذکر ہے کہ عباس صاحب مع فیملی صرف ایک دفعہ رخصت پر غانا گئے دوسری دفعہ جب ان کے جانے کا وقت آیا تو حالات ہی ایسے بن گئے کہ وہ فیملی کے ساتھ ناں جاسکے اس طرح وہ اور ان کی اہل وعیال قریباً 11 سال کے بعد اپنے وطن واپس لوٹے، خاکسار سمجھتا ہے کہ یہ ایک بڑی قربانی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوف کو مع اہل و عیال خیریت سے رکھے اور اجر عظیم سے نوازے آمین۔

قارئین الفضل سے سوازی لینڈ جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اس گروپ فوٹو میں دائیں سے بائیں شاہین آکوں صاحب مکرم مصطفیٰ صاحب مقامی ممبر، عبدالرحمان صاحب مربی سلسلہ سوازی لینڈ، خاکسار منصور احمد زاہد، عباس بن سلیمان صاحب، احمد اوجو صاحب اور ایک مقامی خادم

اس تصویر میں دائیں سے بائیں مسجد کے علاقے کے آمبلی مین ان کے ساتھ علاقے کے چیف کے نمائندہ پھر خاکسار اور ساتھ عباس بن سلیمان صاحب ترجمہ کرنے والے طاہر دلامینی صاحب لوکل صدر اور ان کے ساتھ عبدالرحمان صاحب مربی سلسلہ

ایڈیٹر کے نام خطوط

• **مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں۔**

سب سے پہلے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ مجھ جیسے کمزور لکھنے والے کو بھی الفضل آن لائن میں موقع فراہم کرتے ہیں۔ جو آپ کے بڑے پن کا ثبوت ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام کارکنان کو امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الفضل آن لائن کا ہر مضمون پڑھنے کے بعد دل و دماغ پر اس کا گہرا اثر رہتا ہے اور ہر مضمون کی عبارت تصور کی آنکھ میں گردش کرتی رہتی ہے۔

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کا مضمون ’’علم و عمل‘‘ ہر دو اقساط پڑھنے کو ملیں۔ میرے مشاہدے کی بات ہے، خاکسار نے جب بھی پیارے ہر دل عزیز امام وقت کو کسی بھی کام خواہ ملازمت، بچوں کی کسی بیماری، دکھ یا تکلیف کے حوالے سے دعا کے لئے خط پوسٹ کیا۔ ابھی وہ خط پوسٹ بھی نہیں کیا ہوتا یا پوسٹ کیے چند دن گزرتے ہیں کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کے طفیل ہو جاتا ہے۔ جبکہ خط لکھنے سے قبل اس کام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کے بظاہر کوئی اسباب دکھائی نہیں دیتے۔

• **مکرمہ سعدیہ طارق لکھتی ہیں۔**

آپ کا اداریہ بعنوان ’’مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا‘‘ پڑھ کر صرف دل نہیں مہکا بلکہ روح بھی معطر ہوگئی، جزاک اللہ۔ اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ اپنی تحریروں کی خوشبو سے مہکاتے رہیں۔ آمین۔

’’زبان وجود کی ڈیوڑھی‘‘ بھی بہت اعلیٰ طریقے سے آپ نے زبان کے استعمال میں احتیاط کے مضمون کو بیان کیا ہے۔ ’’فضل اور رحمت کے دائرے‘‘ بھی بہت اعلیٰ مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے اور علم میں مزید اضافہ فرمائے، آمین۔

• **مکرمہ عائشہ چوہدری لکھتی ہیں۔**

زبان اور ڈیوڑھی کیا عمدہ جوڑ ملایا ہے آپ نے۔ واقعی اب گھروں میں بہت کم ڈیوڑھی بنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن پھر بھی سوچیں تو ہم گھر کی entrance کو صاف ستھرا رکھتے ہیں تا کہ گھر کے اندر گند نہ آئے۔ اسی طرح زبان بھی صاف ستھری پاک ہو گی تو روح بھی صاف رہے گی۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

• **مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔**

آج کل رمضان المبارک کے حوالے سے نہایت روح پرور مضامین اور اداریے پڑھنے کو مل رہے ہیں جو اس ماہ مبارک کی برکات کو دگنا کرنے کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس روحانی مائدہ سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

• **مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں۔**

تحریر بعنوان ’’مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے‘‘ پڑھی۔ اس تحریر کو شاید اس سے بہتر عنوان نہیں دیا جا سکتا تھا۔ شاعر نے تو معلوم نہیں کس جذبے کے تحت یہ شعر کہا ہو مگر رمضان اور پھر تہجد کے پس منظر میں مرحوم چوہدری محمد علی مضطر صاحب کی نظم کے شعر کہ

ؔ جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

کے ساتھ مل کر اس نے ایک نہایت پر اثر کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گھڑی میں اپنی بگڑی سنوارنے کی توفیق بخشے اور یہ رت جگے ہماری عادت بن جائیں۔ آمین۔

• **مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔**

رمضان المبارک کے دوران اسکی برکات و فیوض کے حوالے سے بہت خوبصورت مضامین پڑھنے کو ملے۔ خاص طور پر آج مؤرخہ 29 اپریل کے شمارہ میں ’’رمضان کا اسلامی فتوحات سے تعلق‘‘ پڑھ کر دلی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس دور آخر میں بھی اسلام احمدیت کو اپنی نمایاں فتوحات سے نوازے اور دنیا میں حقیقی اسلام احمدیت کا غلبہ ہو۔ یہ تو میں جیسے انکے چہرے خدا تعالیٰ نے خوبصورت بنائے ہیں، اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں بھی اسلام احمدیت کا نور بھر دے اور فتح مکہ کی طرح قادیان دارالامان میں بھی شاندار مراجعت ہو، آمین۔

عنقریب عید الفطر کی آمد ہے۔ میری جانب سے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو، خاندان مبارکہ کو، آپ کو اور الفضل کی سب ٹیم کو اور سب مسلمانوں کو بہت بہت پیشگی عید مبارک ہو۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رضیہ بیگم

سانحہ ارتحال و ذکر خیر

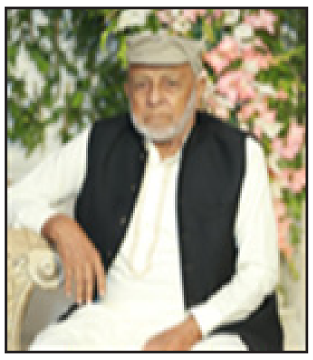

خاکسار کے والد مکرم وزیر محمد مورخہ 17/ اپریل 2022ء بروز اتوار تقریباً 10 بجے شب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ آپ سے جدائی پر دل حزیں ہے مگر

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اس پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم ابا جان کا تعلق آزاد کشمیر کے گاؤں چرناڑی سے تھا۔آپ فوجی تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کی خاطر ربوہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ ہمارے والدین کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ ہمیں ربوہ کے روحانی ماحول میں پروان چڑھایا اور زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ اور ہم میں لڑکے یا لڑکی کی کوئی تفریق نہیں رکھی بلکہ پڑھائی میں اچھے گریڈ لینے پر خوب حوصلہ افزائی کرتے۔ ہم سات بہن بھائیوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق تعلیم حاصل کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

محترم ابا جان کا جہاں جماعت اور خلافت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق تھا وہاں خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ایک بہت ہی باعمل اور فعال زندگی گزاری۔ آپ بہت سے کام جانتے تھے۔ محلہ دارالعلوم نیا نیا آباد ہو رہا تھا پہاڑیاں قریب ہونے کی وجہ سے نلکا لگانے کا بور کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ اہل محلہ کے ساتھ مل کر کئی جگہ کوشش کرنے پر ایک جگہ کامیابی ہوگئی۔ پانی بھی زیادہ نمکین نہیں تھا۔موٹر کے ذریعہ کئی گھروں میں پانی کی سہولت مہیا کی۔بجلی کا کام خوب جانتے تھے۔ دن ہو یا رات خدمت خلق کے کام میں پیش پیش رہتے۔

آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔ خاص طور پر اپنے کئی بزرگ رشتہ داروں کی آخری عمر میں خدمت کی توفیق پائی اور امی جان بھی اس میں برابر شریک رہیں۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ بڑی عاجزی اور شکر گزاری سے زندگی گزاری۔ باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرتے، بلند آواز سے باترجمہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور بڑے اہتمام سے مسجد اقصیٰ میں بچوں اور بچیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے۔

آپ نے تاحیات ایک سپاہی کی طرح باعمل زندگی گزاری۔ 1971ء کی جنگ میں آپ نے بے سروسامانی کی حالت میں کرائے کے گھر میں بیوی بچوں کو محترم دادا جان کے پاس چھوڑا اور محاذ پر چلے گئے۔ جنگ کے اختتام پر غازی بن کر لوٹے اور ستارہ جرأت سے نوازا گیا۔ ایک مربع زمین ان کے نام الاٹ ہوئی۔ زمین بنجر تھی اسکو بڑی محنت سے قابل کاشت بنایا اور اسمیں سے دو ایکڑ زمین جماعت کو ہبہ کر دی۔

آپ بہت محنتی تھے، کسل نام کو نہیں تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد دو سال افسر جلسہ سالانہ مکرم چوہدری حمید اللہ کے ساتھ کام کیا۔نیشنل بنک آف پاکستان میں اسامی خالی ہونے پر چوہدری حمید اللہ اور افضل برادر کی کوشش سے آپ کو نوکری مل گئی اور ہمارے حالات کافی بہتر ہو گئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

لندن میں مقیم تھے۔ گزشتہ چار ماہ سے مرکز احمدیہ میں تھے 24 اپریل کو واپسی تھی کہ چند ہفتے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد آپ اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے آخری سفر پر روانہ ہو گئے۔

قارئین الفضل سے آپ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے مرحوم ابا جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فقہی کارنر

فرض روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں فدیہ کسے دیا جا سکتا ہے؟

سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو، اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: ’’ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے‘‘

(بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اختتام قاعدہ یسرناالقرآن و ابتدائے قرآن کریم

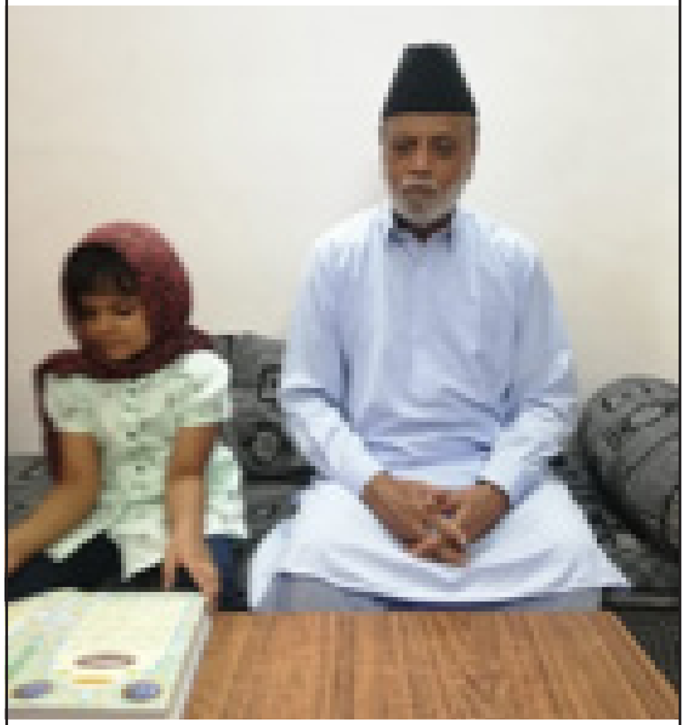

• مکرمہ مصباح عمر تماپوری۔ انڈیا سے یہ اعلان بھجواتی ہیں۔

خاکسار کی پوتی عزیزہ سبیکہ نصر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کم عمری میں قاعدہ یسرناالقرآن مکمل کرلیا ہے۔ الحمد للہ۔ بچی کو قاعدہ مکمل کرانے کی سعادت ان کی والدہ فریحہ نصر کو حاصل ہوئی۔ قارئین الفضل سے قرآن کریم ناظرہ کا دور مکمل کرنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

لوگ یاد کریں گے

اگر لوگ آپ کو ضرورت پر یاد کریں تو برا نہ منائیں۔ چراغ کی ضرورت اندھیرے میں ہی پڑتی ہے

مرسلہ: محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

07 مئی 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:24	18:48
مدینہ منورہ	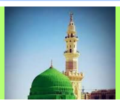	04:18	18:54
قادیان		04:07	19:13
ربوہ		03:47	18:52
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:56	20:34